WWW.NOVELSCLUBB.COM

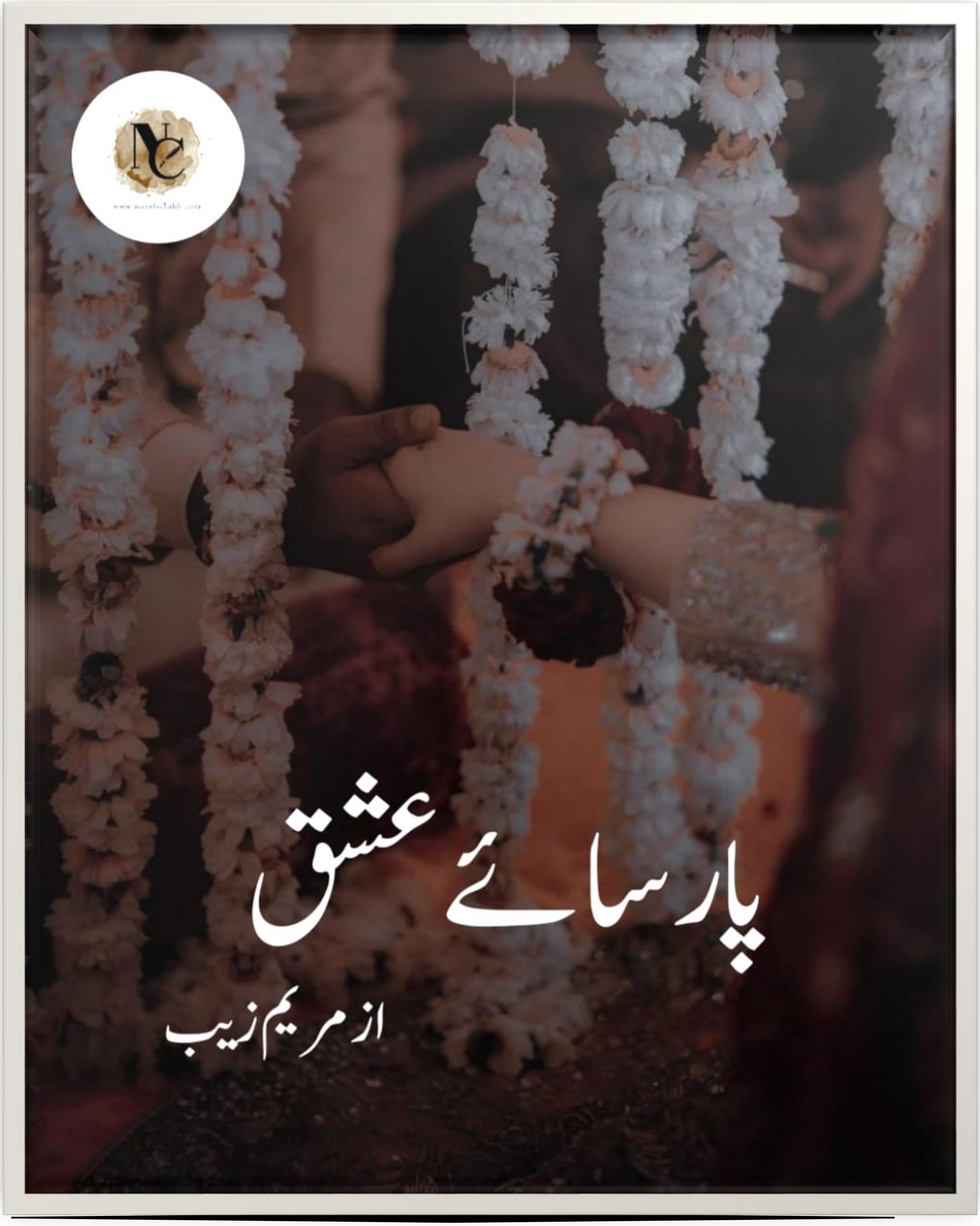

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

پارسائے عشق

از مریم زیب

قسط نمبر:01

وہ مسلسل تیزی سے کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔بے چینی اور پریشانی مسلسل اس کے دماغ پر چھائی ہوئی تھی۔اتنا سوچنے کے باوجود بھی اس کے دماغ میں کوئی حل نظر نہیں آیا تھا۔چل چل کر اس نے اپنے پاؤں شل کر لیے تھے۔تھکن سے بدن چور پڑا تھا مگر اسے کوئی ہوش نہ تھا۔

"آپی یار! بیٹھ بھی جاؤ،مزید کتنا چلو گی۔یونہی فضول چلنے سے مسئلے کا حل تو نہیں نکلے گا ناں۔آرام سے تسلی سے بیٹھ کے سوچیں۔دماغ کو سکون ملے گا تبھی تو کچھ حل نظر آئے گا" حمان کی بات سنتے ہی اس کے دماغ میں بیٹھنے کا خیال آیا،ورنہ وہ تو

www.novelsclubb.com

یونہی غائب دماغی سے چلتی رہتی۔ وہ واقعی پچھلے آدھے گھنٹے سے خود کو چل چل کر تھکانے کے علاوہ کر ہی کیا رہی تھی۔ پھر وہ آہستہ سے چلتی ہوئی بیڈ کے نزدیک بڑھی۔ بیڈ کے کنارے ٹک کر دونوں پاؤں اوپر کر لئے۔ کچھ لمحوں میں جب دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو پاؤں سے بھی درد اٹھنے لگا جو اس نے بلا وجہ چل چل کر پال لیا تھا۔ اپنے دونوں ہاتھوں کی مدد سے وہ نرمی سے اپنے پاؤں دبانے لگی۔ مگر اس کے دماغ نے ابھی تک سوچنا بند نہیں کیا تھا۔ اس کی پر سوچ نگاہیں ہنوز ابھی تک زمین میں گڑھی ہوئی تھیں کہ ایک دم ناجانے اسے کیا سوجھی اس نے اپنے پاؤں ہاتھوں سے آزاد کیے اور نرم گرم پاؤں نیچے ٹھنڈے فرش پر رکھے۔ اور بیڈ کے دوسری جانب آکر اپنی کبڈ کھولی۔ اور تیزی سے ہاتھ چلاتے ہوئے کچھ تلاشنے لگی۔ پیچھے حمان مسلسل اس کی حرکات کو نوٹ کر رہا تھا۔ مگر ساتھ ہی ساتھ گردن ہلا ہلا کر سبق کو اونچی آواز میں رٹّا لگا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

حجاب کو جیسے ہی اپنی مطلوبہ چیز ملی اس نے اسے ہاتھ میں تھاما اور واپس اپنی جگہ آ کر بیٹھ گئی۔

"حجاب آپی یہ کیا ہے؟" حمان نے گردن موڑ کر اس سے سوال کیا۔ وہ جو اس کے دائیں طرف بیڈ کے سامنے پڑے کاؤچ پہ بیٹھا تھا۔ پشت اس کی طرف تھی، تھوڑا سا مڑا۔

"کچھ ضروری پیپرز ہیں وہیں دیکھ رہی ہوں۔ تم اپنا سبق یاد کرو، تھوڑی دیر میں سنوں گی میں۔" کچھ ہی لمحوں میں وہ سارے کاغذات بیڈ پر پھیلائے انھیں غور سے دیکھ رہی تھی۔

"ان کا کیا کرنا ہے آپ نے؟" حمان کا جب تجسس ختم نہ ہوا تو اس نے پھر سے سوال کیا۔ حجاب نے پہلے جھنجھلا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اگنور کرتی واپس کاغذات دیکھنے میں غرق ہو گئی۔ "آپی۔۔۔"

"چپ۔۔۔ایک دم چپ" ابھی وہ مزید کچھ کہتا حجاب نے فوراََ ڈپٹ کر اسے چپ کروا دیا۔ "جب میں یہ مکمل کر کے انھیں ترتیب دے دوں گی۔ پھر بتاؤں گی ان کا کیا کرنا ہے۔ تم چپ چاپ سبق پڑھو۔"

حمان نے پہلے ناسمجھی سے اس کی جانب دیکھا پھر کچھ سوچ کر سر ہلاتا وہ واپس اونچی آواز میں رٹّا لگانے لگا۔ حجاب تمام کاغذات کو ترتیب دے چکی تو ڈھیرے اٹھی تمام کاغذات کو فائل میں ڈالا اور بیڈ کے ساتھ پڑے چھوٹے سے ڈرا کے اوپر رکھا۔ تا کہ صبح یہ سب ڈھونڈنے میں اسے کوئی مشقت نہ ہو اور سب بآسانی مل جائے۔

"آپی یار اب تو بتا دیں کیا کرنا ہے ان کا" اس کا فضول کا تجسس دیکھتے ہوئے حجاب نے سر نفی میں ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"صبح انٹرویو دینے کیلئے جاؤں گی اسی لئے تمام ڈاکومنٹس چیک کر رہی تھی۔ تم دعا کرو کہ جاب مل ہی جائے کیونکہ اس کے علاوہ تو کوئی چارہ نہیں۔"

"کیا واقعی آپ انٹرویو دینے جائیں گی؟ بابا مان جائیں گی اس بات سے؟"

"ہمم مانیں گے تو نہیں پر میں کوشش کر کے منا ہی لوں گی۔" حمان نے جواباً سر ہلایا۔ حجاب اٹھی اور دروازے پار کرتی باہر کو چل دی۔ پیچھے وہ شکر منا رہا تھا کہ چلو اس نے سبق سنا تو نہیں ایسے ہی فضول میں ڈانٹ پڑ جاتی کیونکہ یاد وہ کر تو رہا نہیں تھا۔ اسے نوٹ ہی کیے جا رہا تھا۔

حجاب باہر آ کر کیچن کی جانب چل دی۔ وہاں عانیہ بیگم رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔ کیچن میں قدم رکھتے ہی کھانے کی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔

"آہاں... لگتا ہے آج کچھ مزے کا بنایا جا رہا ہے۔" وہ امی کی طرف مسکرا کے بولی۔ عانیہ بیگم نے گردن موڑ کے مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں ناں تمھاری پسند کا آلو پلاؤ بنا رہی ہوں"

"ارے واہ! کس خوشی میں؟"

اس نے شرارتی مگر مشکوک نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔"ایسے ہی کیا نہیں بنا سکتی؟"انھوں نے نروٹھے انداز میں جواب دیا۔

"ہاں ہاں ضرور بنا سکتی ہیں میں تو بس یونہی مذاق کر رہی تھی۔اچھا چھوڑیں لائیں دیں سلاد میں کاٹ دیتی ہوں۔"

وہ کرسی گھسیٹتی ڈائننگ ٹیبل کے پاس بیٹھی۔ہاتھوں میں چھوری پکڑ کر سبزیوں کی ٹوکری اپنے پاس کھسکائی اور سبزیاں کاٹنے لگی۔رات کو کھانے کے بعد وہ بابا کے پاس آئی اور جاب کرنے کے متعلق بتایا۔

"لیکن اس سب کی کیا ضرورت ہے؟ گزارہ ہو تو رہا ہے بچے پھر یہ سب...اور تم تو ویسے بھی ابھی پڑھ رہی ہو"انھوں نے اسے سمجھانا چاہا۔

"جی بابا میں جانتی ہوں مگر دیکھیں ناں مہنگائی بڑھتی جا رہی ہے حمان کی فیس میں بھی اضافی ہو گیا ہے اور آگے میں نے یونیورسٹی میں بھی داخلہ لینا ہے۔سودا سلف،

www.novelsclubb.com

آپ کی دوائیوں کا خرچہ اور بل کی ادائیگی وغیرہ سب مینج کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔"وہ صحیح معنوں میں پریشان نظر آ رہی تھی۔ محمد حسین رسول نے اپنے بیٹی کی جانب دیکھا جو اتنی سی ہی عمر میں اتنی پریشانیوں میں گھری ہوئی تھی۔ وہ خود بھی کافی پریشان ہو چکے تھے انھیں اس بات کا اندازہ تھا مگر آج حجاب کے بات کرنے سے مزید اس پر سوچنے لگے۔

دراصل حسین رسول ایک کمپنی میں کام کرتے تھے۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد وہ گھر بیٹھ گئے۔ بیماری کے باعث اور کچھ عمر کے تقاضے کی بناء پر وہ مزید کام نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی طبیعت بھی اکثر خراب نظر آتی تھی۔اور گھر کا خرچہ حجاب کی والدہ عانیہ بیگم کپڑے سلائی کر کے نکالتی تھیں اور کچھ حجاب محلے کے بچوں کو ٹویشن دے کر۔ گزارہ کافی مشکل سے ہو رہا تھا۔ حجاب کو یقین تھا رزلٹ آنے پر اسے ضرور اسکالرشپ مل جائے گی مگر اس میں ابھی وقت تھا۔ حسین رسول نے کچھ سوچتے ہوئے اسے اجازت دے دی مگر اب وہ خود بھی پریشان دکھائی رہے تھے

www.novelsclubb.com

اور کسی نہج پر سوچتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ حجاب اجازت ملتے ہی اپنے کمرے میں آگئی اور صبح آنے والے حالات کے بارے میں سوچنے لگی۔

---<<

<<--------

"یار ابھی تو پیپرز دے کے فری ہوئی ہوں۔ آگے کا فلحال کچھ نہیں سوچا اور نہ سوچنا چاہتی ہوں۔ ابھی صرف مکمل سکون اور نیند۔" اس نے سکون سے چہرہ اوپر کیے آنکھیں بند کر کے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔ منت کسی سے فون پر باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ بالکنی میں چکر بھی لگا رہی تھی۔ جہاں سے باہر کا منظر کچھ یوں واضح ہو رہا تھا کہ شام کا اندھیرا آہستہ آہستہ اپنے پر پھیلا رہا تھا مگر ابھی بھی روشنی کی کچھ رمق باقی تھی کیونکہ سورج ابھی پورے طریقے سے ڈوبا نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

"چلو ٹھیک ہے تم آرام کرو بعد میں بات ہوتی ہے۔" وہ فون کان سے ہٹاتی بالکنی سے کمرے تک کا سفر کرتی آئی کمرے کا جائزہ لیا۔ دیوار کے ساتھ لگا اس کا جہازی سائز بیڈ کمرے کا دروازہ کھلتے ہی سامنے جس پر نظر پڑتی ہے۔ بائیں جانب بالکنی، بیڈ کے سامنے والی دیوار کے ساتھ اس کی ڈریسنگ ٹیبل تھی۔ ساتھ ہی تھوڑا سا آگے کمرے کا دروازہ تھا۔ بیڈ کے دائیں جانب واشروم کا دروازہ بند پڑا تھا۔ ہر چیز اپنی جگہ پر موجود نفاست سے پڑی تھی۔ وہ کمرے کا سرسری سا تنقیدی جائزہ لیتی آگے بڑھی اور دروازے کے پاس لگے سوئچ بورڈ تک پہنچی۔ ہاتھ کو بڑھا کر انگلیوں کی مدد سے تمام بٹنز آف کر دیے۔ پورا کمرہ یک دم اندھیرے میں ڈوب گیا۔ وہ دروازہ بند کرتی باہر کو آ گئی۔

www.novelsclubb.com

سہج سہج کر سیڑھیاں اترتی وہ نیچے کو آئی۔ جہاں بڑے سے لاونج میں اس کے بابا عبدالرحمٰن پاشا بیٹھے ٹی وی پر کوئی نیوز دیکھ رہے تھے۔ ساتھ ہی ان کی بیگم حِفصہ صوفے پر بیٹھیں کسی رسالے کا مطالعہ کر رہی تھیں۔

"گڈ ایوننگ" وہ ان کی طرف دیکھتی مسکرا کر کہتی صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔

دونوں نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا جواب دے کر واپس اپنے کام میں مگن ہو گئے۔اس نے آس پاس نظر دوڑائی اس کی بہن آمنتہ شاید خالہ کے گھر گئی ہوئی تھی جو ان کے گھر کے ساتھ ہی جڑا ہوا تھا۔باقی شاید اپنے اپنے کمروں میں موجود تھے۔

اس کے تایا عبدالصمد پاشا اور ان کی بیگم رفعت بھی ان کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ ان کے تین بچے تھے اور تینوں ہی بیٹے تھے۔سب سے بڑا فصیح جو کی اب ایک قابل ڈاکٹر بن چکا تھا۔اس کے بعد حماد جو اب سی ایس ایس کی تیاری کر رہا تھا۔ اور سب سے چھوٹا آرفین جو منت سے ایک سال چھوٹا تھا۔

www.novelsclubb.com

پھر عبدالرحمٰن پاشا کی فیملی آتی ہے جن کی بیگم حِفصہ تھیں ان کے بھی تین ہی بچے تھے۔سب سے بڑا بیٹا مکرم رحمان پاشا جو اپنی تعلیم مکمل کرنے کے لیے پیرس گیا ہوا تھا۔اس کے بعد منت اور پھر آمنتہ۔حِفصہ بیگم کی بہن عزّف بھی

ساتھ ہی بیاہی گئی تھیں۔کافی آنا جانا لگا رہتا تھا۔ساتھ ہی ان کا گھر تھا۔ان کی شادی عثمان غنی سے ہوئی تھی جو کی ایک کامیاب بزنس مین تھے اور عبدالرحمٰن کے ساتھ بزنس پارٹنر بھی تھے۔ان کے دو ہی بیٹے تھے۔فائزاحمد اور حسن غنی جس کو سب سنی کہہ کر پکارتے تھے۔منت سے ایک سال بڑا تھا اور یونی کا اسٹوڈنٹ تھا جبکہ فائز تعلیم مکمل کر چکا تھا اور پیرس کچھ عرصے کیلئے کوئی کورس کرنے گیا تھا۔دونوں بھائیوں کا یہ چھوٹا سا خاندان تھا اور کوئی بھی بہن نہ تھی۔ ابھی ماحول پر سکون ہی تھا کہ آمنہ چہکتی ہوئی اندر آئی اور سیدھی دھپ کر کے منت کے ساتھ بیٹھ گئی۔منت نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا "خیریت ہے ناں؟"اور یہ موقع چاہیے تھا اسے منہ کھولنے کا۔

www.novelsclubb.com

"منت تمہیں پتا ہے ہمارا ٹرپ جا رہا ہے لاہور۔ابھی خالہ کو بتا کے آئی ہوں ۔ہائے کتنا مزہ آئے گا ناں۔اور منت تمہیں پتا ہے...."اس سے پہلے وہ کچھ کہتی حِفصہ بیگم نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا اور ٹوکا۔

"کچھ شرم ہے تم میں؟ کتنی بڑی ہے وہ تم سے آپی کیوں نہیں کہتیں اسے؟"

"انشاللہ کہوں گی ضرور کہوں گی۔جب اللہ نے توفیق دی تو ویسے بھی اتنی بھی بڑی نہیں ہے صرف دو سال ہی بڑی ہے۔"اور پھر واپس شروع ہو گئ اور نا چاہتے ہوئے بھی سب کو اس کی نہ رکنے والی باتیں سننی پڑی۔اور یہی کچھ حال وہ اپنے خالہ کے گھر بھی کر کے آئی تھی۔

>>---

------------------------<<

صبح کا سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی حجاب کسمساتی ہوی اٹھی ہاتھ بڑھا کر بجتے الارم کو بند کیا۔اور اپنے کھلے بالوں کا جوڑا بناتی وہ بستر سے اٹھی۔دوپٹہ گلے میں ڈالا اور بستر درست کرنے لگی۔سب نفاست سے سیٹ کرنے کے بعد وہ واش روم کی جانب بڑھی اور وضو کر کے باہر نکلی۔دوپٹے کو حجاب کی صورت میں چہرے کے گرد لپیٹ رکھا تھا۔فل آستینوں والی قمیض اور نیچے

کھلی شلوار پہن رکھی تھی۔ حجاب آگے بڑھی جائے نماز اٹھائی اس کی تہیں کھولتی اس نے اسے قبلہ رخ زمین پہ بچھا دیا۔اور نیت باندھ کے نماز کیلئے ہاتھ بلند کر لیے۔ نماز پڑھتے وقت اس کا چہرہ نہایت پاکیزہ لگ رہا تھا۔اس کے چہرے کی پاکیزگی اور نور کمرے کے نیم اندھیرے میں بھی چمک رہا تھا۔دعا کی شکل میں موجود دونوں ہاتھ اس نے چہرے پر پھیرے اور جائے نماز تہہ کرتی اپنی جگہ پر رکھنے کے بعد وہ کیچن کی جانب چل دی۔ناشتہ تیار کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آئی وقت دیکھا تو گھڑی ساڑھے سات بجا رہی تھی اور اسے انٹرویو کیلئے ساڑھے آٹھ بجے نکلنا تھا۔جو کہ ایک سکول اکیڈمی میں تھا وہاں اسے سیکنڈ ٹائم ٹویشن کیلئے اپلائی کرنا تھا۔حمان کو تیار کر کر سکول بھیجنے کے بعد وہ واپس اپنے کمرے میں آئی اور تیار ہونے لگی۔سیاہ عبایا پہننے کے بعد اس نے نقاب والی پٹی اٹھائی آنکھوں کے نیچے رکھی اور اس کے اسٹرپس ہاتھوں سے پیچھے لے جاتے ہوئے سر کے پیچھے باندھیں۔حجاب کو

www.novelsclubb.com

چہرے کر گرد لپیٹنے کے بعد اس نے پرس کو کندھے کے ساتھ لٹکایا فائل بازوؤں میں اٹھا کر سینے سے لگائی اور فوراً کمرے سے باہر آ گئی۔ وہ امی اور بابا کی اللہ حافظ کرتی گھر سے باہر نکل آئی اور پیدل ہی اکیڈمی کی جانب بڑھ گئی کیونکہ وہ گھر سے تھوڑا نزدیک ہی تھی اور کرائے پہ پیسے وہ خرچ کرنا چاہتی بھی نہیں تھی۔ اس لیے وہ تیزی سے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اکیڈمی کی طرف بڑھ گئی۔

>>---

---------------------------<<

www.novelsclubb.com

"یہ تمہیں آخری وارننگ ہے اگر تم اب بھی نہ اٹھیں تو آج ناشتہ تمہیں ہر گز نہیں ملے گا۔" بیگم ایمان اس کے اوپر سے کمبل کھینچتیں اسے وارن کرتے ہوئی بولیں۔ آگے بڑھ کے انھوں نے کرٹنز کھڑکی سے پیچھے ہٹائے۔

جس سے اندر آنے والی روشنی سیدھی اکراش کی آنکھوں میں پڑی۔ وہ جو ابھی تک اپنی آنکھیں بامشکل پوری کھولنے کی تگ ودو میں لگی ہوئی تھی مزید سختی سے بند کر کے اپنے ہاتھ کی پشت ان پہ رکھی اور روشنی کو آنکھوں تک پہنچنے سے روکا۔

"امی یار کیا ہو گیا ہے ابھی تو چھٹیاں ہیں آرام کرنے دیں ناں پلیز۔" وہ اپنی جمائی روکتے ہوئے بولی۔

"وقت دیکھا ہے کیا ہوا ہے۔ اتنے عرصے سے گھر بیٹھی ہو۔ اب تو رزلٹ بھی آنے والا ہو گا تمھارا۔ آگے کا سوچا بھی ہے کیا کرنا ہے یا یوں ہی ساری زندگی برباد کرنے کا ارادہ ہے تمھارا"

www.novelsclubb.com

اکراش نے مزید جواب دینے کی بجائے اٹھنے کی ٹھانی۔ کیونکہ جب سے وہ پیپر زدے کے فارغ ہوئی تھی اسے روز یہ ڈوز ملتی تھی۔ روز ہی جھڑپ ہوتی تھی اور اس سب کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ اثر تو اس پہ ہوتا نہیں تھا۔ وہ

فریش ہونے کیلیئے واشروم کی جانب چلی گئی اور ایمان بیگم نیچے کو چل دیں کیونکہ اتنا تو وہ جانتی تھیں اب اس کو نیند نہیں آنے والی۔اکراش فریش ہونے کے بعد نیچے آگئی۔سب کو گڈ مارننگ کہتی ناشتہ زہر مار کرنے لگی کیونکہ موڈ تو اس کا خراب ہو ہی چکا تھا۔

»--

----------------------------«

"واٹ ! ابھی آپ نے صرف کالج ہی کیا ہے اور اب آپ یہاں اپلائی کرنے آئی ہیں۔مِس کیا یہاں کوئی مزاق چل رہا ہے؟"انھوں نے کچھ حیرانی اور کچھ غصیلے انداز میں پوچھا۔انھیں یقین نہیں ہو رہا تھا کہ جو بچی ابھی خود کالج سے فارغ ہوئی ہے وہ کالج کے اسٹوڈنٹس کو ٹویشن دینے کی بات کر رہی ہے۔

"سر دیکھیں آپ میرے گریڈز چیک کر سکتے ہیں۔میں جانتی ہوں میں ان کو پڑھالوں گی،آپ کو کسی قسم کی شکایت نہیں ہو گی۔ان کے رزلٹ سے آپ مطمئن ہوں گے میں آپ کا گارنٹی دیتی ہوں۔"اسے اپنا سارا حوصلہ ہوا ہوتا ہوا محسوس ہوا کیونکہ وہ جن توقعات کے ساتھ یہاں آئی تھی وہ اسے پوری ہوتی دکھائی نہیں دے رہی تھیں۔

"دیکھیں میں آپ کی بات سمجھتا ہوں آپ مجھے قابل بھی نظر آرہی ہیں۔ مگر ابھی تک آپ کا رزلٹ بھی نہیں آیا۔میں اتنا بڑا رسک کیسے لے لوں ان کے مستقبل کا سوال ہے۔"انھوں نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

"سر پلیز دیکھیں مجھے اس جاب کی سخت ضرورت ہے میں آپ کو یقین دلاتی ہوں آپ کو شکایت کا موقع بالکل بھی نہیں دوں گی۔"حجاب نے سر کی طرف امید بھری نگاہوں سے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے میں سوچوں گا اس متعلق اگر آپ مجھے اس جاب کیلئے معقول لگیں تو ضرور آپ کو انفارم کر دیا جائے گا۔ مگر آپ کو زیادہ توقعات لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ آپ سے زیادہ قابل اور تعلیم یافتہ لوگ یہاں انٹرویو دینے کے لیے موجود ہیں جو اس جاب کیلیے بالکل پرفیکٹ ہیں۔"

حجاب کچھ ہی لمحوں میں وہاں سے بے دلی سے اٹھ آئی۔ اس کا انٹرویو بالکل بھی اچھا نہیں گیا تھا۔ آفس سے نکلتے وقت وہ مسلسل سوچے جا رہی تھی آخر وہ یونیورسٹی میں ایڈمشن کیسے لے گی حالانکہ اسے پوری امید تھی کہ اسے اسکالرشپ مل جائے گی مگر پھر بھی کہیں نہ کہیں اس کے دل میں ڈر ضرور تھا۔ بابا سے بات کر کے وہ انھیں اب مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ یہی سب کچھ سوچتے سوچتے اس کی ٹکر سامنے آنے والے وجود سے ہوئی۔ اس نے ہڈی پہن رکھی تھی مگر سر پہ الگ سے پی کیپ پہن رکھی تھی۔ حجاب نے اس کی جانب دیکھا اور پھر اس کی نظریں حرکت کرنا بھول گئیں۔ اس نے

www.novelsclubb.com

اس شخص کی طرف دیکھا۔ گھنی مونچھوں کے نیچے عنابی ہونٹ، داڑھی تھوڑی سی بڑھی ہوئی تھی اور اس کی ہیزل انکھیں اسے اتناد لکش بنا رہی تھیں کہ کوئی بھی اسے ایک دفعہ دیکھتا تو مڑ کر دوبارہ نظر اس کی جانب ضرور اٹھتی۔ اس شخص کی عجیب سی جادوئی شخصیت تھی۔ کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

"معذرت میرا دھیان نہیں تھا۔" اور وہ بغیر اس کی کچھ سنے مڑ کر چلا گیا۔ حجاب کچھ لمحے یونہی اسے جاتا دیکھتی رہی اور پھر اسے ہوش آیا اسے خود پہ غصہ آنے لگا یہ وہ کیا کر رہی تھی۔ خود کو ڈپٹتے وہ چلنے لگی اور یہی سب سوچتے سوچتے اسکو پتا ہی نہیں چلا کب گھر آگیا۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ سیدھا اپنے کمرے میں آگئی۔ سر سے پن اتار کر حجاب کھولا۔ سر کے پیچھے سے نقاب کی پٹی کھولی اور اسے اتار کر سائیڈ کیا۔ اور گہرے سانس لیتی وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ پیدل چل کر آنے کی وجہ سے اور کچھ اس ٹکراؤ کی وجہ سے اس کی سانس

www.novelsclubb.com

پھولی ہوئی تھی۔وہ کافی تھک چکی تھی۔ساتھ ہی ٹیبل پر پڑے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا اور ایک ہی سانس میں پی گئی۔تھوڑی ہی دیر بعد حمان اس کے کمرے میں موجود اس کو یہ اطلاع دینے آیا تھا کہ بابا اس کو بولا رہے ہیں۔وہ اٹھی اور باہر کو چل دی۔

حمان اس کو بتانے کے بعد اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ حجاب باہر آئی۔گھر کے چھوٹے سے لاونج میں اس کے بابا صوفے پہ بیٹھے تھے۔اسے آتا دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔حجاب ان کے قریب آئی انھیں غور سے دیکھا۔

نقاہت زدہ چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا۔کندھے ڈھلکے ہوئے تھے،رنگ متغیر تھا۔مگر وہ آج بھی اس بڑھاپے میں جاذب نظر آتے تھے۔آج ان کا جسم غیر معمولی طور پر پسینے میں شرابور تھا۔اس سے پہلے وہ ان کی حالت دیکھ کر کوئی اندازہ لگاتی۔انھوں نے اپنا دائیاں ہاتھ مٹھی کی صورت میں آگے

www.novelsclubb.com

بڑھایا اور اس کے سامنے لاتے ہوئے کھول دیا۔ ہتھیلی پر کچھ پیسے رکھے تھے۔ حجاب نے ان کی جانب دیکھا انھیں سانس بھی چڑھا ہوا تھا۔ اور جو بات اس کی سمجھ میں آئی وہ یہ تھی کہ اس کے بابا شاید کہیں دیہاڑی لگا کر اس کے لیے پیسے کما کر لائے ہیں اس حالت میں جب وہ خود کا کام ٹھیک سے نہیں کر پاتے۔ اسے ایک دم سے شرمندگی ہونے لگی۔ اسے اپنی جان جاتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اور یہ وہ لمحہ تھا جہاں حجاب کو لگا کاش زمین پھٹے اور وہ اس کے گھڑوں نیچے سما جائے۔ اس کے پیروں سے جان نکلنے لگی۔ اس کی دماغ کی رگیں ایک دم سے اتنی درد کرنے لگیں گویا ابھی پھٹ جائیں گی۔ اس کو یک دم ٹھنڈے پسینے آنے لگے آنکھیں بھر آئیں۔ اس کا گلا رندھ گیا۔ اس کے ہاتھ اور جسم ہولے ہولے لرزنے لگا۔ اس نے ان کے چہرے سے نگاہ موڑ کر ان کے ضعیف ہاتھ کو دیکھا۔ اپنا بائیاں ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس نے ان کے ہاتھ کو نیچے سے سہارا دیا۔ اور دائیں ہاتھ سے لرزتے ہوئے اس نے

www.novelsclubb.com

ان کی ہتھیلی پر سے وہ پیسے ہٹائے۔زخموں سے ان کی پوری ہتھیلی چھلی ہوئی تھی۔خون کافی دیر رسنے کے بعد اب جم چکا تھا۔جو آنسو اس نے پوری قوت سے روکے ہوئے تھے وہ اب بہہ کر اس کے پورے چہرے کو بھگو رہے تھے۔منظر دھندلا ہو گیا تھا۔اس کا بے آواز روتا ہوا چہرہ اس کی چیختی ہوئی روح کی دلیل دے رہا تھا۔وہ نیچے جھکی چہرہ ان کے ہاتھ کے قریب لے جا کر نرمی سے ان کے ہاتھ کے زخم کو چوما اور عقیدت سے آنکھوں کے ساتھ لگایا۔اس کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسو اب ان کے ہاتھ کو بھگو رہے تھے۔جو بات اس کو کھا رہی تھی وہ یہ تھی کہ آخر اس نے اس معاملے میں ان سے بات کی ہی کیوں؟ماں باپ کہاں بچے کی پریشانی کو دیکھ کر سکون سے بیٹھتے ہیں۔وہ اس کی پریشانی دیکھ کر اپنی بیماری تک کو نظر انداز کر گئے تھے۔اس نے انھیں اپنی مشکل بتائی تھی وہ کیسے سکون سے بیٹھتے،وہ بیٹھ سکتے بھی نہیں تھے۔وہ باپ تھے۔اور باپ کہاں بچوں کو تنہا چھوڑتا ہے۔باپ کا تو

www.novelsclubb.com

سایا بھی بچوں کیلئے کسی نعمت سے کم نہیں ہوتا خون پسینہ ایک کر کے بچوں پر لگا دیتا ہے اور بدلے میں نہ تو ان سے کوئی امید لگاتا ہے اور نہ کوئی توقعات وابستہ رکھتا ہے اور نہ ہی کسی بات پر گلا کرتا ہے۔اس کے لیے تو ان کی خوشی ہی عزیز ہوتی ہے۔ان کی مسکراہٹ کو دیکھ دیکھ کر جیتا ہے۔اندر سے کتنا ہی دکھی اور پریشان کیوں نہ ہو ان پر کبھی ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ باپ بچوں کیلئے وہ فولاد ہوتا ہے جو کبھی نہیں پگھلتا۔ حسین رسول کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں تھے۔ حجاب میں اب اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ مزید اس عظیم انسان کے سامنے اپنے وجود کو مزید کھڑا رکھتی۔اس نے نرمی سے ان کا ہاتھ چھوڑا اور کمرے کی جانب بھاگی۔اندر آتے ساتھ اس نے دروازہ بند کیا اور اسی کے ساتھ نیچے لگ کر بیٹھ گئی۔ آنسو کی روانی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ باہر حسین رسول کا بھی یہی حال تھا اور کیچن میں موجود سارا منظر دیکھتی عانیہ بیگم کی حالت بھی اس سے کچھ کم نہ تھی۔اس دوران اگر کوئی زیادہ ہرٹ ہوا تھا تو وہ

www.novelsclubb.com

حمان تھا جو سارا منظر دیکھ اور سن چکا تھا۔ وہ گھر کا مرد تھا۔ چھوٹا ہی صحیح مگر وہ اس گھر کا مرد تھا۔ اور مرد کی غیرت ہی اس کا سب کچھ ہوتی ہے۔ اور اس کی غیرت یہ گوارا نہیں کر رہی تھی کہ اس کے ہوتے ہوئے اس کا بوڑھا باپ اور بہن یہ دن دیکھے۔ اور شاید یہی وہ لمحہ تھا جب وہ اپنی عمر سے بڑا نظر آنے لگا تھا۔ اسے زندگی کی سمجھ آنے لگی تھی۔ محمد حسین رسول کا پورا گھر اس وقت غم اور دکھ کے عالم میں تھا۔

اور شاید یہی وہ وقت تھا جب ان سب کے آنسوؤں کو رائیگاں ہونے سے بچا لیا گیا تھا۔ ان کی اس حالت پر رحم کرتے ہوئے اس یکتار حمان نے ان کی آہوں کو سن لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

رات کو ہی حجاب کو اکیڈمی سے کال آگئی تھی کہ وہ سیلکٹ کر لی گئی اور وہ چاہے تو صبح سے ہی جائن کر سکتی ہے۔ وہ خوشی سے باہر کو دوڑی اور سب کو

خوشخبری سنائی۔شام کو جو گھر غم میں ڈوبا ہوا تھا اب وہی گھر خوشی کی رمق سے نہا گیا تھا۔مگر اب حجاب کو پریشانی رزلٹ کی تھی جو اگلے ہی دن آنے والا تھا۔

وہ کمرے میں آئی نوافل ادا کیے اور دعا کرنے لگی۔شام کا منظر آنکھوں کے سامنے لہرایا تو اس کی آنکھیں پھر سے بھرنے لگیں۔اس نے دعا کیلئے لب کھولے۔

"یااللہ ماں باپ اتنے عظیم کیوں ہوتے ہیں۔وہ اولاد پر اتنے احسان کیوں کر لیتے ہیں کی اولاد چاہتے ہوئے بھی ان کو پورا نہیں کر سکتی۔یااللہ کچھ اعتدال تو اس معاملے میں بھی کر دے۔یا تو ان کو اتنا اچھا نہ بنا یا پھر اولاد کو اس قابل بنادے کہ ان کے والدین ان سے راضی ہو جائیں۔ان کی زندگی میں ہی ان کو وہ خوشیاں لادیں جو وہ ڈیزرو کرتے ہیں۔یا کم از کم اتنا کر دیں کہ ہمارے

ضمیر پر کوئی بوجھ نہ رہے۔" وہ دعا مکمل کرتی اٹھی اور باہر کو آ گئی۔ جہاں حمان اس سے یہ پوچھنے کو تیار تھا کہ آگے وہ کرنا کیا چاہتی ہے۔ کیونکہ اسے اپنی بہن پر پورا اعتماد تھا کہ اسے ضرور اسکالرشپ ملے گی اور وہ ضرور یونیورسٹی داخلہ لے گی۔ حجاب نے کچھ کچھ تو سوچ رکھا تھا۔ اس نے اسے بتانے کا فیصلہ کیا۔

<<--

-->>

منت اسکائپ پر مکرم سے بات کر رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ اپنے بالوں کی ایک لٹ کو انگلی میں گھما رہی تھی۔

"ہممم وہ سب تو ٹھیک ہے کل رزلٹ آنے والا ہے ناں تمھارا۔ ایک آدھ ہفتے تک ایڈمشن بھی ہو جائے گا۔ مگر کچھ سوچا ہے کہ کرنا کیا ہے آگے؟"

www.novelsclubb.com

"ہاں کچھ کچھ تو سوچا ہے۔" اس نے بچوں کے سے انداز میں جواب دیا۔

مکرم مسکرایا۔

"اچھا ہمیں بھی تو پتا چلے کیا سوچا ہے میڈم نے" منت نے بتانے کیلئے لب کھولے۔

<<---

---<<

"بابا کل رزلٹ آنے والا ہے اور میں چاہتی ہوں کے یونیورسٹی جائن کر ہی لوں اور مزید آپ کی بیگم سے روز ذلیل نہ ہوں"

اکراش رات کے کھانے کے بعد اسحاق صاحب کے کمرے میں موجود ان سے کہہ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ماشاءاللہ یہ کایا کیسے پلٹی؟"اسحاق صاحب کی بجائے ایمان بیگم نے جواب دیا۔

"بس پلٹ ہی گئی ہے بلکہ آپ نے مجبور اَپلٹائی ہے ورنہ میرا فلحال کوئی ارادہ نہیں تھا۔"اس نے نروٹھے انداز میں کہا۔

"اچھا جی تو پھر کیا سوچا ہے کیا کرنے کا ارادہ ہے۔"اس مرتبہ اسحاق صاحب نے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"لاء"

رات کے پہر پاکستان کے شہر اسلام آباد کے تین مختلف گھرانوں کے تین مختلف مکینوں کے منہ سے ایک ہی آواز گونجی۔

جاری ہے۔

>>---

-----------------------------------<<

پارسائے عشق

از مریم زیب

www.novelsclubb.com

قسط نمبر:02

لاء"۔۔۔"ہمم گڈ آئیڈیا۔"اسحاق صاحب نے اس کا حوصلہ بندھاتے ہوئے کہا۔وہ خوش ہو گئی۔بیگم ایمان کو بھی کچھ تسلی ہوئی کہ چلو یہ کچھ تو اپنے مستقبل

کے متعلق سیریس ہوئی۔ اکراش ان کے روم سے اٹھ کر باہر آگئی اور اپنے کمرے کی جانب چل دی۔ جبکہ اسحاق صاحب اپنے کمرے سے نکل کر باہر لاؤنج میں آ گئے۔ انھوں نے فون نکالا اور کچھ دیر بعد اس پہ انگلیاں چلانے کے فون پہ اگلے شخص کے بولنے کا انتظار کرنے لگے۔

"ہیلو ڈیڈ۔" فون کے دوسری جانب سے ایک لڑکی کی چہکتی ہوئی آواز آئی۔

کیسی ہو بیٹا؟"

"اوہ ڈیڈ ناٹ اگین. " باپ کو پھر سے اردو زبان بولنے کے موڈ میں دیکھ کر اس نے اکتاہٹ سے بولا۔ مگر اسحاق صاحب کو اس بات کی پرواہ کہاں تھی۔ وہ تو بس چاہتے تھے کہ وہ اپنے باپ کی روایات اور ثقافت کے ساتھ جڑی رہے۔ اور اس کا حال احوال پوچھنے لگے۔ یہ اسحاق صاحب کی پہلی بیوی جولیا کی بیٹی صوفیہ تھی۔ جو کہ غیر مسلم تھیں۔ ان کی اس شادی کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں تھا۔ کیونکہ یہ شادی انھوں نے اس وقت کی تھی جب وہ پڑھائی کے سلسلے میں پیرس گئے تھے

۔وہاں جولیا پسند آنے پر انھوں نے اس سے شادی کرلی تھی۔ان کی اس شادی سے ایک اور بیٹا بھی تھا جس کا نام ڈیو تھا۔پاکستان واپسی پر انھوں نے ان سب کو بھی ساتھ لانا چاہا مگر جولیا نے آنے سے منع کردیا۔کئی دفعہ اسرار کرنے کے باوجود بھی جب وہ لوگ ساتھ نہ آئے تو مجبوراً اسحاق صاحب کو خاموشی سے آنا ہی پڑا۔مگر یہاں کر انھوں نے اپنے ابا کی مرضی سے بھی شادی کرلی۔لیکن اس سب میں وہ اپنی پہلی فیملی کو قطعاً نہ بھولے۔بلکہ اکثر ان سے ملنے جایا کرتے تھے۔وہ پاکستان ساتھ آئے تو نہیں تھے مگر اسحاق صاحب نے صوفیا کو کافی حد تک پاکستان کے متعلق بتار کھا تھا،اسے اردو زبان بھی آتی تھی۔مگر جہاں تک بات تھی ڈیو کی تو وہ پاکستان کا نام سنتے ہی کانوں کو ہاتھ لگاتا تھا۔یہ ان کا ایسا راز تھا جو شاید کسی کو نہیں پتا تھا۔فون پہ بات کرنے کے بعد انھوں نے فون کو بند کیا اور اپنے کمرے کی جانب مڑے اور داخل ہوتے ہی اپنے پیچھے کمرے کا دروازہ بند کیا۔ساتھ ہی پیچھے ایک سایہ بھی حرکت میں آیا۔

--»

-

پیچھے بیگ لٹکائے، بلیک ہڈی پہنے، دونوں ہاتھ جیب میں گھسیڑے، گردن نیچی کیے وہ سڑک کنارے آہستہ آہستہ چلتا جارہا تھا۔ سر پہ پی کیپ اس نے یوں پہن رکھی تھی کہ سامنے سے آنے والا کوئی بھی شخص اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ سیدھی سڑک کے ساتھ چلتے چلتے وہ اس کے مڑے موڑ کے ساتھ خود بھی مڑ گیا۔

تھوڑے فاصلے کے بعد مین روڈ سے دور ایک آبادی والے علاقے کی سمت بڑھا۔ آبادی میں پہنچ کر وہ یک دم ایک گھر کے سامنے رکا۔ گھر کا مین گیٹ اس کے منہ کے آگے تھا۔ اس نے ایک ہاتھ جیب سے نکالا جبکہ دوسرا یونہی پڑے رہنے دیا۔ اور ہاتھ کو الٹا کر انگلیوں کی پشت سے اس نے دروازے پہ دستک دی۔ اور ہاتھ واپس جیب میں ڈال دیا۔ کچھ ہی لمحوں میں کسی کے چلنے کی آواز آئی یعنی کوئی دروازہ کھولنے آرہا تھا۔ کڑک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا۔ اور دروازہ پیچھے ہوتے

www.novelsclubb.com

ہوئے سامنے کا منظر واضح کر گیا۔ سامنے ہی ایک ساٹھ سالہ بزرگ کھڑے تھے۔ دروازہ یقیناً انھوں نے ہی کھولا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرائے۔

"آؤ مصحب بیٹا باہر کیوں کھڑے ہو اندر آؤ۔" اور اسے کے سامنے سے ہٹ گئے۔

مصحب نے پاؤں اندر رکھا اور سر کو تھوڑا نیچے کھسکاتے وہ اندر داخل ہوا۔ کیونکہ دروازہ اس کے لمبے قد سے تھوڑا چھوٹا تھا۔ وہ آگے بڑھا ان سے گلے لگ کر الگ ہوا اور آگے بڑھتے ہوئے سامنے موجود کرسی پہ بیٹھیں ضعیف خاتون کے پاس پہنچا۔ شاید وہ ان بزرگ کی زوجہ تھیں، یونہی معلوم ہوتا تھا۔ وہ آگے گیا، گٹھنوں کو تھوڑا سا جھکا کر پاؤں کو ہلکا سا موڑے وہ نیچے بیٹھا اور سر ان کے آگے کیا۔ جس پر شفقت سے انھوں نے ہاتھ پھیرا اور پیار کیا۔

www.novelsclubb.com

پھر وہ کھڑا ہوا سامنے پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ بزرگ بھی ساتھ والی کرسی پر براجمان ہو گئے جبکہ خاتون اٹھ کر کیچن کی جانب بڑھ گئیں۔

"اور سنائیں بابا کیسے ہیں؟ کوئی مسئلہ تو نہیں ہے ناں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟"

اس سارے منظر میں وہ پہلی مرتبہ بولا تھا۔اس کے لہجے میں بابا اور بی امّاں کیلئے صاف فکر نظر آرہی تھی۔

"نہیں بیٹا کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔اب تم آگئے ہو تو کوئی پریشانی نہیں ہے۔تم بتاؤ کتنے دنوں کیلئے آئے ہو؟"

"میں پہلے ہی بتا رہی ہوں میں اس مرتبہ جلدی نہیں جانے دوں گی۔ایک تو تم بہت کم آتے ہو اور جب بھی آتے ہو بہت کم وقت کیلئے آتے ہو۔"بی اماں نے کیچن سے باہر آتے ہوئے کہا۔اور ہاتھ میں موجود پانی کا گلاس انھوں نے مصحب کی جانب بڑھایا۔ مصحب نے گلاس تھاما، پانی پیا اور پھر واپس انھیں گلاس تھمایا۔

"ارے تم پہلے اس کی سن تو لو بچے کو سو کام ہوتے ہیں کرنے کو۔ مگر تمہیں ہمیشہ اپنی ہی پڑی رہتی ہے۔" بابا نے ان کو ٹوکتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"اماں دیکھیں مجھے بھی آپ لوگوں کو چھوڑ کر جانے کا دل نہیں کرتا مگر آپ تو جانتی ہیں ناں کام کا کتنا بوجھ ہوتا ہے۔ شہر جا کر سب کام کرنا پڑتا ہے۔ اب ایسے میں گھر تو نہیں بیٹھ سکتا ناں۔"

"کہتے تو تم صحیح ہو۔ مگر میں کیا کروں میرا دل تمھاری شکل دیکھنے کو ترس جاتا ہے اور ایک تم ہو کہ عرصہ عرصہ تک اپنی شکل بھی نہیں دکھاتے۔" انھوں نے گلا کرتے ہوئے کہا۔

"اب انشاللہ ضرور آیا کروں گا۔ اب کام کا بوجھ تھوڑا کم ہو گیا ہے۔ کوشش کروں گا جلدی آنے کی مگر آج صرف تھوڑی دیر کیلئے آیا ہوں بابا سے ضروری بات کرنی ہے مجھے۔" یہ سنتے ہی بابا نے بی اماں کی جانب دیکھا اور نظر کا اشارہ سمجھتے ہی وہ اندر کی جانب بڑھ گئیں۔ جبکہ مصحب انھیں اپنے کام سے متعلق باتیں بتانے لگا۔ جسے وہ غور سے سن کر جواب دے رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

تھوڑی ہی دیر میں وہ گھر جیسے گیا تھا ویسے ہی لوٹ آیا۔اسے مزید اور کام کرنے تھے۔

>>---

---<<

مکرم تیزی سے اپنی یونیورسٹی کی بنی راہداری میں آگے بڑھتا جارہا تھا۔سامنے سے ایک لڑکی تیزی سے آرہی تھی۔مکرم کو اتنا اندازہ تو تھا ہی کہ جس سپیڈ سے وہ آرہی ہے اس سے ضرور ٹکرائے گی اس لئے اس نے اپنی سمت چینج کی اور تھوڑا سا سرک گیا۔اور توقع کے عین مطابق لڑکی اسی وقت قریب پہنچی اور اس کے سامنے سے ہٹ جانے پر وہ زمین کو جا لگی۔کیونکہ وہ شاید اسی ارادے سے آئی تھی۔مگر سب الٹا ہو گیا۔پیچھے اس کی دوست یہ سب دیکھ کر بوکھلا گئی اور بھاگتی ہوئی اس تک جا پہنچی۔مکرم سب سمجھتے ہوئے انھیں اگنور کر کے آگے بڑھنے لگا جب پیچھے سے وہ بولی۔"او ہیلو مسٹر اندھے ہو دیکھ کے نہیں چل سکتے۔"مکرم نے اس پر ناگواری

سے مڑ کے دیکھا وہ بچ بھی نہیں ہوا تھا اس کے ساتھ اور وہ اس پر چڑھ دوڑے رہی تھی۔ "ہاں میں تو ہوں ہی اندھا تمہاری دوست تو دیکھ سکتی تھی ناں۔ یا لنگڑی تھی اس لیے گر گئی شاید۔" جواب دے کہ وہ آگے بڑھنے لگا جب وہ تیزی سے اس کے سامنے آ کے رکی۔ "یہ زیادہ ایٹیٹیوڈ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے اور مجھے تو بالکل بھی نہیں۔۔۔۔" وہ ابھی مزید کہہ رہی تھی جب اس نے اسے ٹوکا۔ "او میری بہن یہ دیکھو ہاتھ میرے جانے دو مجھے سارے موڈ کا بیڑا اغرق کر دیا ہے۔ اور ایٹیٹیوڈ میں تم لوگوں کو دکھاؤں گا؟" اس نے ان دونوں کی طرف آنکھیں پھیر کے کہا۔ "یونی کا گارڈ بھی منہ لگاتا ہے تمہیں؟" وہ مسخرانہ انداز میں ہنستا سر جھٹک کر وہاں سے چلا گیا۔ صوفیہ کا منہ ایک دم غصے سے لال ہو گیا جبکہ اس کی دوست اسی بات پہ اٹکی رہی کہ اس نے انھیں بہن کہہ دیا تھا۔ اس کے دکھ ہی نرالے تھے۔ مکرم یونی سے سیدھا اپنے فلیٹ میں آ گیا۔ جہاں شیری اس کا دوست پہلے سے موجود تھا۔ لاؤنج میں سامنے ٹیبل پہ ٹانگیں دھرے وہ صوفے پہ لیٹنے کے

www.novelsclubb.com

سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ پستے کا پیکٹ پیٹ پہ دھرے وہ ٹی وی دیکھنے کے ساتھ ساتھ ایک ایک دانہ کر کے کھا رہا تھا۔ چھلکوں کا ڈھیر آدھا اس کے اوپر کچھ نیچے فرش پہ اور کچھ صوفے پہ پھیلا پڑا تھا۔ یوں جیسے گند اس نے نہ ڈالا ہو وہ ہی گندگی کی پیداوار ہو۔ مکرم سارا منظر دیکھتے ہی ایک دم بپھرا۔ اس کا آگے ہی موڈ خراب تھا اب مزید ہو گیا تھا۔ شیری اسے دیکھ کے ایک دم ہڑ بڑا گیا۔ اس سے پہلے وہ اسے کوئی صفائی دیتا۔ مکرم نے ایک پاؤں اوپر کیا، شوز اتارا اور سیدھا تاک کے اسے مارا۔ نشانہ اچھا ہونے کی بناء پر جوتا سیدھا شیری صاحب کے منہ کو جا لگا۔ اور ہاتھ میں پستہ جو اس نے منہ میں ڈالنے کو پکڑا ہوا تھا سیدھا نتھنے کے اندر گھس گیا۔

"دس منٹ ہیں تمھارے پاس، صرف دس منٹ پورا فلیٹ ایک دم صاف ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ تم اچھی طرح جانتے ہو بخشنے والا میں بالکل بھی نہیں ہوں۔" وہ اسے وارن کرتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے تمہیں۔" وہ منہ بنا کر بولا۔ جبکہ مکرم اسے وہیں چھوڑتا کمرے کی جانب بڑھا۔ پیچھے وہ بیچارہ اپنے نتھنوں میں انگلی گھسائے بیٹھا تھا۔

<<---

-->>

"اگر مجھے زرا سی بھی دیر ہوئی ناں چرواہے تو میں تمہارا کچومر نکال دوں گی۔" راحت باہر سے ہی ہانکتی ہوئی اسے کہہ رہی تھی۔ وہ جو سست روئی میں مگن تھا اس کی آواز سنتے ہی وہ تیزی سے باہر آیا۔ "اگر تم جلدی چرلیتی بکری تو چرواہا بھی وقت پہ نکل آتا۔ خود گھنٹہ لگا کہ تیار ہوتی ہو میری ایک کریم لگانے کا وقت نہیں ہے کیا تمھارے پاس۔" شائق کہتا آگے بڑھا اور گاڑی کا دروازہ اس کے لیے کھولا۔

www.novelsclubb.com

راحت اس گھورتی اندر بیٹھی۔ شائق گھوم کر گاڑی کی دوسری جانب آکر بیٹھا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ "شائق میرا کوئی موڈ نہیں ہے تمھارے ساتھ بھڑنے

کا۔میرا آج پہلا دن ہے یونی کا اور میں بالکل بھی نہیں چاہتی کہ وہ تمھاری وجہ سے خراب ہو۔"

"میں بھی کوئی سو بادام کھا کہ نہیں آیا ہوں محترمہ۔میرے اندر بھی ہمت نہیں ہے تمھارے ساتھ سر مارنے کی۔" وہ اسے دوبدو جواب دیتا بولا۔

"ہاں تو مجھے بھی شوق نہیں ہے تمھارے ساتھ سر مارنے کی۔"

"مارنا بھی نہیں جوئیں پڑی ہوئی ہیں میرا بھی سر گندا کرو گی۔"

"شاٹففففففففففق۔۔۔۔۔" وہ زور سے چیختی اس کے کندھے پہ مکا مار گئی۔

"پاگل ہو بکری، گاڑی چلا رہا ہوں۔آکسیڈنٹ ہو گیا ناں بیٹھے بیٹھے بیوہ ہو جاؤ گی۔"

"میں بھی ہوں گاڑی میں مجھے نہیں ہو گا کیا کچھ۔""تم جیسے ڈھیٹ خوشحال ہی رہتے ہیں ہمیشہ تمہیں کیا ہونا ہے۔معصوم تو میں ہوں۔"

"شائق مہربانی کرو صبح ہی صبح لمبی لمبی نہ چھوڑو۔ مجھ سے لپیٹنے نہیں ہو گی اتنی۔"

یونہی بحث کرتے وہ لوگ یونی کی جانب رواں تھے۔

دو سال ہو گئے تھے ان کے نکاح کو۔ مگر بنتی آج بھی نہیں تھی ان کی آپس میں۔ آئے روز کوئی نہ کوئی موضوع نکال کر لے آتے تھے اور پھر سارا دن یونہی اس پہ بحث کرتے رہتے تھے۔

راحت کو ڈراپ کرنے کے بعد شائق واپس چلا گیا جبکہ وہ یونی کا جائزہ لیتی آگے پیچھے دیکھتی وہ آگے بڑھی۔اور نظریں سامنے نہ ہونے کی صورت میں اس کا زور دار تسادم ہوا تھا کسی سے۔سامنے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ کوئی لڑکی تھی۔راحت کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تو لگتا ہے میری زندگی کا پورا اسکرپٹ ہی غلط ہے۔جہاں تک میں نے ناولز پڑھے ہیں اور جتنی میری معلومات ہے پہلے دن لڑکے سے ٹکر نہیں ہوتی؟ خیر

چھوڑو لڑکی میں نئی ہوں یہاں بالکل ڈباپیک۔مائی سیلف راحت ملک۔ تم کون ہو، کیا کرنے آئی ہو؟ خیر جس بھی ڈیپارٹمنٹ سے ہو آج سے ہم دوستیں۔ڈن؟"

وہ بغیر اس کی سنے زبردستی اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔ جبکہ حجاب اس کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ کوئی پاگل ہو۔ تھی تو.... خیر۔ حجاب نے مجبوراً مسکراتے ہوئے اس سے ہینڈ شیک کیا اور پھر بڑی مشکل سے واپس کھینچا کیونکہ اس کی گرفت کافی مضبوط تھی۔

"حجاب فاطمہ۔۔میں بھی لاء ہی کرنے آئی ہوں یہاں۔"اس نے آہستہ سے جواب دیا۔

"نہ کرو۔" مقابلے میں وہ اتنے ہی زور سے چیخی تھی۔اور اس کے بعد وہ شروع ہی ہو گئی تھی۔ان لوگوں کی تھوڑی ہی دیر میں انڈرسٹینڈ نگ ہو گئی تھی۔ حجاب کو بھی وہ اچھی لگی تھی۔ شوخ چنچل سی۔

«---»

"ایکسکیوزمی۔۔آر یو نیو کمر ہئیر؟"اکراش نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔کیونکہ وہ دکھنے میں روڈ اور ریزروسی لگ رہی تھی۔مگر خلاف توقع سامنے کھڑی لڑکی مسکرائی۔اس کی مسکراہٹ بہت دلکش تھی۔بڑی آنکھیں،گلابی ہونٹ،لمبے کمر تک آتے سیاہ بال اس کی دلکشی میں اضافہ کر رہے تھے۔

"جی اور شاید آپ بھی بھی؟"منت نے جواباً کہا۔

"بالکل میرا نام اکراش اسحاق ہے،لاءڈیپارٹمنٹ سے ہوں۔اور آپ؟"اکراش نے ہاتھ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے اپنا تعارف کروایا۔

"منت رحمان پاشا۔اتفاق سے میں بھی لاء کر رہی ہوں۔"اس نے دھیمی مسکراہٹ سے اس کا ہاتھ تھاما۔

"یہ تو پھر اچھا ہو گیا بہت۔"

"بالکل۔"

وہ دونوں آپس میں بات کرتے ہوئے جا رہی تھیں کہ اچانک پیچھے سے اکراش کو کسی نے آواز دی۔

"او گھنی میسنی۔ میری یونی میں ایڈمشن لے لیا اور بتایا بھی نہیں۔" راحت دی گریٹ پیچھے کھڑی اس پہ چلا رہی تھی۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے یہ یونی کب سے تمھاری ہو گئی۔"

"ایڈمشن لیا ہے یار میری ہی ہوئی ناں۔ پہلا دن ہے میرا آج"

"ہمارا بھی پہلا ہی ہے۔"

www.novelsclubb.com

"اپنی دوست کا تعارف تو کرواؤ۔ بڑے دوست بنا لیے ہیں ہمیں پوچھتی بھی نہیں ہو اب۔ پھر میں بھی اپنی دوست کا کرواؤں گی، کیوں حجاب؟"

اس نے ساتھ ہی حجاب کو دھموکا کروایا۔ حجاب بیچاری جو اپنے ہی وزن پہ ہلکی سی کھڑی تھی تھوڑی لڑکھڑائی۔اور جھجک کر مسکرائی۔ اکراش اس کی حالت سمجھ سکتی تھی کیونکہ راحت کو وہ اچھے سے جانتی تھی۔ وہ اس کی سکول کی فیلو تھی۔ آپس میں تعارف کروانے کے بعد ان میں کافی دوستی ہو چکی تھی۔ وہ بھی راحت کے دوستانہ انداز کی وجہ سے۔ وہ جلد ہی آپس میں گھل مل گئیں۔

"آج ہم کوئی کلاس نہیں لیں گے۔" راحت نے نیا شوشا چھوڑا۔

"اچھا جی، اور وہ کس خوشی میں۔"

"ارے یار پہلا دن ہے ہمارا۔ نئی نئی دوستی ہوئی ہے ہماری۔ انجوائے کریں گے اور ویسے بھی سینئیرز نے ریگنگ کر کر کے جینا محال کر رکھا ہے سب کا اس سے تو بہتر ہی کے کسی کہ ہاتھ نہ لگو اور مزے کرو۔ کل لے لیں گے ناں کلاس اور مزید پانچ سال آگے کرنا ہی کیا ہے پڑھنے کے علاوہ۔"

www.novelsclubb.com

"پتا ہے جو تم پڑھو گی۔ مر مر کے تو پاس ہوتی تھی چیٹنگ کر کے وہ بھی۔ یونی میں ایڈمشن پتا نہیں کیسے مل گیا ہے تمہیں۔" اکراش اس کی رگ رگ سے واقف تھی۔

"ہونہہ، نہ ہی بولا کرو تم بیچ میں۔ اگنور کرو اسے سب چلو اس درخت کے نیچے بیٹھیں۔ اور صحیح سے انٹروڈکشن دو سب اپنا۔ بلکہ پہلے میں ہی بتاتی ہوں۔" راحت بے صبری سے بولے جا رہی تھی۔

"میں دی گریٹ راحت ملک۔" اور پھر منہ بنا کے اکراش کی طرف دیکھا۔ "اس کی پرانی کلاس فیلو، بد قسمتی سے۔ اور میرا نکاح ہو چکا ہے۔"

اس نے کچھ شرماتے ہوئے کہا اور پھر اگلے ہی لمحے تاثرات بدلے۔ "وہ بھی ایک چرواہے سے۔" سب نے یک دم اس کی طرف دیکھا۔

"نہیں نہیں سچ میں چرواہا نہیں ہے وہ۔ میں اسے کہتی ہوں پیار سے۔" اس نے آنکھیں تیزی سے جھپکتے ہوئے کہا۔ "چھٹی ٹائم آئے گا لینے تو ملواؤں گی تم لوگوں کو اس سے۔"

پھر باری باری سب اپنے بارے میں بتانے لگیں۔

چھٹی کہ وقت شائق اسے لینے آیا۔ اکراش اسے دیکھتے ہی پہچان گئی۔ وہ راحت کا کزن بھی تھا۔ ان لوگوں کا سینئیر تھا وہ۔

"تو تمہارا اس سے نکاح ہوا ہے۔" اکراش ہنستے ہوئے بولی۔

"ہمممم۔" راحت منہ بنا کے بولی۔ اکراش جانتی تھی کہ ان دونوں کی آپس میں نہیں لگتی۔ پھر منت کو بھی سنی لینے آ گیا۔ گھر آتے ہوئے منت نے اسے اپنی دوستوں کے متعلق بتایا۔ وہ دیکھ چکا تھا سب کو۔ مگر اس سب میں جو سب سے زیادہ مسحور کن تھا وہ اس نقاب پوش لڑکی کی آنکھیں تھیں۔ وہ جب تک وہاں کھڑا

تھا۔وہ آنکھیں ارد گرد ہی دیکھتی رہیں۔پلکوں کی لرزش صاف دکھائی دے رہی تھی۔یہ اس لیے نہیں تھا کہ وہ گھبرا رہی ہے۔ان آنکھوں میں حیا کا پانی صاف ٹپک رہا تھا۔وہ محظوظ ہوا۔

گھر پہنچ کر منت اندر داخل ہوئی۔بیگ سائیڈ پہ رکھا اور صوفے پہ ڈھے سی گئی۔

"خضریٰ بوّا پانی لے آئیں پلیز۔"

وہ اونچی آواز میں بولی۔خضریٰ بوّا کسی جن کی طرح پانی لے کے حاضر ہوئیں۔منت نے پانی پیا اور کمرے میں آگئی۔فریش ہو کر واشروم سے نکلی اور فون لے کر بیڈ پر لیٹ گئی۔انسٹا گرام پر اپلوڈ کی گئی اپنی پوسٹ کی انسائیٹ چیک کرنے لگی۔پھر ایکسپلور پیج نکالا سرچ پر کلک کیا۔اور ایک نام لکھا۔

"فائز احمد"

مگر ہمیشہ کی طرح آج بھی اسکرین پر "نو رزلٹ فاؤنڈ" ہی نمودار ہوا۔ منت نے کئی مرتبہ مختلف انداز میں سرچ کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر ندارد وہی جواب۔ اسے مایوسی ہوئی۔ چھ ماہ سے اسے مسلسل مایوسی کا ہی سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ اس نے وہ دن یاد کرنا چاہا جس دن وہ اس نام کو ڈھونڈنا شروع ہوئی تھی۔ یہ ایسا نام تھا جو خاندان کا حصہ تو تھا مگر تعلق ہوتے ہوئے بھی غیر تھا۔ اس کی کسی سے بات نہیں ہوتی تھی۔ شاید اپنے ماں باپ سے بھی۔ ایسا منت کو لگتا تھا۔ کیونکہ کوئی اس کے متعلق بات ہی نہیں کرتا تھا۔ اسے یاد تھا اس کا ذکر ایک دفعہ ہوا تھا۔ اور جن الفاظ اور جن معاملات میں ہوا تھا منت کا ذہن مکمل طور پر منتشر ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

(چھ ماہ قبل)

وہ امی کو بلانے اپنی خالہ کے گھر جا رہی تھی۔ وہ کافی دیر سے وہاں تھیں۔ وہ وہاں تھیں اور منت کا اپنا دل نہیں لگ رہا تھا۔ کیونکہ ماں کہیں بھی ہو بچوں کا دل وہیں اٹکا ہوتا ہے۔ یہ تو بس ایک فطری عمل ہے۔ ماں اگر دنیا سے چلی بھی جائے تو بچوں

کو اس قبرستان سے بھی محبت ہو جاتی ہے جہاں ان کی جنت مدفن ہوئی ہوتی ہے۔ اولاد اور ماں کا رشتہ ہوتا ہی پر خلوص ہے۔ ماؤں کو گھر آتے ہی سب سے پہلے تلاشنا، ان کی مسکراہٹ میں سکون تلاش کرنا بچوں کے احساسات کا حصہ ہوتے ہیں۔ اور یہ وہ احساس ہوتا ہے جس کو وہ کبھی ظاہر نہیں کرتے۔ ظاہر کرنے کی ضرورت پڑتی ہی کب ہے۔ ماؤں کو سب پتا ہوتا ہے۔ وہ ہمارے لیے الہ دین کو چراغ ہوتی ہیں۔ خواہش زبان سے نکلنے سے پہلے ہی پوری ہو جاتی ہے۔ وہ ہمارا وہ سرمایا ہوتی ہیں جس کو ہم نے کمایا نہیں ہوتا بلکہ وہ نعمت کی صورت میں اللہ کی طرف سے ہمیں تحفتاً عطا کر دی جاتی ہیں۔

منت کی ماں وہی تھیں اس کو وہیں جانا تھا۔ مگر جس مقصد کیلیئے وہ وہاں گئی تھی کچھ اور ہی معلوم کر کے آئی تھی۔

"دیکھیں باجی ابھی اس کو بتانا ٹھیک نہیں رہے گا۔ وہ ابھی پڑھ رہی ہے۔"

"تو میرا بھائی کونسا اس کی کتابیں پھاڑ دے گا۔" سنی بولا۔

"ماناوہ نکاح کے وقت چھوٹی تھی مگر اب تو بڑی ہو گئی ہے۔اب بتانے میں کیا حرج ہے۔شادی بے شک بعد میں کر دیں گے کوئی جلدی تو نہیں ہے۔گھر کی ہی بچی ہے۔" بیگم عزف نے جواب دیا۔

منت سب نا سمجھی سے سن رہی تھی۔ کس کا نکاح اور کس کے متعلق بات ہو رہی تھی۔

" چلیں آپ لوگ شرماتے رہیں میں منت کو بتادوں گا اس کا بھائی سے نکاح ہوا ہوا ہے۔میری دوستی ہے اس کے ساتھ مجھے کچھ نہیں کہے گی وہ۔"

منت کو لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔اس کا دماغ یکدم سن ہو گیا۔پیچھے سنی ابھی بھی لگا ہوا تھا۔وہ بغیر مزید کچھ سنے بوجھل قدموں سے گھر واپس آ گئی۔یہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔جس شخص کی شکل بامشکل اس کو یاد تھی،جس کے متعلق نام کے علاوہ کچھ جانتی بھی نہیں تھی۔وہ اس کا شوہر تھا۔وہ جب پیرس گیا تھا چھوٹی عمر میں ہی پڑھائی کے سلسلے میں تو اس کے بعد واپس آیا ہی نہیں تھا۔ہاں خالہ اور خالو اکثر جایا

کرتے تھے۔ابو بھی گئے تھے ایک دفعہ ملنے۔مگر یہ سب کافی تو نہیں تھا اس کے لیے۔وہ اس کو نہیں جانتی تھی اور یہی بات اہم تھی۔یہ سب کچھ سوچتے سوچتے کب اس کی آنکھ لگ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔

《---》

حجاب یونی سے آنے کے بعد اکیڈمی چلی گئی تھی اور ساڑھے تین تک واپس آگئی تھی۔کیونکہ ساڑھے چار سے پانچ تک وہ محلے کے بچوں کو ٹویشن پڑھاتی تھی۔ اکیڈمی اور یونی میں اس کا آج پہلا دن تھا اور کافی مزیدار اور اچھا گزرا تھا۔اسے نئی دوستیں اچھی لگی تھیں۔اچانک اسے وہ لڑکا یاد آیا جس سے اسکا ٹکراؤ ہوا تھا۔اس نے فورا لاحول پڑھا۔کیونکہ وہ ایسی لڑکی نہیں تھی۔اسے زندگی میں ان سب کے علاوہ اور بھی بہت سے مسئلے تھے۔کئی جھمیلے پر پھیلائے کھڑے تھے جس کا سامنا اس نے اکیلے ہی کرنا تھا۔رات کا کھانا کھانے کے بعد نماز پڑھ کے وہ فوراً سو گئی۔ تھکن کے باعث اسے جلد ہی نیند آگئی۔

www.novelsclubb.com

>>--

>>۔

وہ رات کے گھپ اندھیرے میں تیزی سے بھاگ رہا تھا۔اور سڑک کنارے کھڑی گاڑی کے پیچھے چھپ گیا۔کئی پولیس اہلکار اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے جنھیں وہ پچھلے ڈھائی گھنٹے سے خوار کر رہا تھا۔وہ ان کی پکڑ میں آ کے ہی نہیں دے رہا تھا۔کافی دیر بھاگنے کے بعد وہ تھک کر چھپ گیا تھا۔وہ ابھی تک اپنی سانس بحال کر رہا تھا۔کیونکہ رات کے اس قدر خاموشی کے باعث اس کی سانسیں بھی آواز پیدا کر رہی تھیں۔ایک دم اسے اپنے پیچھے حرکت محسوس ہوئی۔اس نے زرا سی گردن پیچھے موڑ کر دیکھا تو پیچھے ایک ہیولا کھڑا تھا۔وہ سایا تھوڑا سا چلتے ہوئے آگے آیا اور ہاتھ میں پکڑی فلیش لائٹ آن کی۔جو سیدھی اس کے چہرے پہ پڑی۔ روشنی پڑنے کے باعث اس کا حلیہ واضح ہوا۔اس کا چہرا ملگجا ہوا تھا۔کپڑے کیچڑ سے بھرے ہوئے تھے۔بال تک کیچڑ میں نہائے ہوئے تھے۔یوں لگ رہا تھا جیسے

کیچڑ میں نہا کے آیا ہو۔ پھٹے ہوئے جوتے پاؤں میں پہن رکھے تھے۔ پیروں کے زخم واضح دکھ رہے تھے۔

وہ سایا پولیس اہلکار تھا۔ وردی پہ لگے تمغے فلیش لائٹ کی روشنی میں چمک رہے تھے۔ اور اس کی طرف دیکھ کر شیطانی انداز میں مسکرا رہا تھا۔

اس نے لمبی سانس خارج کی۔ تو آخر کار وہ پکڑا گیا۔ اب نا جانے وہ اسے کب چھوڑتے اور اس کا کیا حال کرتے۔ اسے اپنے کاموں کی فکر تھی جو وہ چھوڑ آیا تھا۔ اس کے کئی کام رکے ہوئے تھے۔ اس نے تو کسی کو اطلاع بھی نہیں کر رکھی تھی۔ پولیس اہلکار آگے بڑھا اسے گریبان سے پکڑ کے کھڑا کیا۔ وہ بھی چپ چاپ کھڑا ہو گیا کیوں کہ یہاں سے بھاگنے کا فائدہ تھا نہیں۔ ہر جگہ ناکے لگے ہوئے تھے۔ اور اس کی بھی ہمت ٹوٹ چکی تھی۔ اسے پتا تھا وہ جلد ہی چھوٹ جائے گا۔ مگر کب، یہ اس کو بھی نہیں پتا تھا۔ پولیس اہلکار اسے گھسیٹتا ہوا گاڑی تک لے گیا۔ وہ باقی اہلکاروں کی طرف فخریہ انداز میں دیکھ رہا تھا کہ جس بندے نے پچھلے اتنے گھنٹوں

سے خوار کرر کھا تھا اس نے اسے پکڑ لیا۔ گاڑی میں سوار ہو کر پولیس اسٹیشن کی جانب رواں ہوئے۔ اب کسی میں بھی ہمت نہیں تھی اس لیے اسے سیل میں بند کرنے کے بعد وہ لوگ اسے وہیں چھوڑ کر چلے گئے۔

<<--

--------<<

صبح نماز کے بعد حجاب ننگے پاؤں گھر کے لان میں لگی سبز گھاس پہ چل رہی تھی۔ کانوں میں ہینڈ فری لگا رکھی تھیں اور قاری سید صداقت کی تلاوت کی گئی سورۃ رحمان سن رہی تھی۔ ان کی دل سوز آواز اس کی پوری روح کو سرشار کر رہی تھی۔ اسے یاد تھا پہلے پہل پی ٹی وی ہوم پہ جب یہ روز صبح کو نشر ہوتی تھی تو اس کی امی ان کو جگانے کیلیے اونچی آواز میں لگا دیتی تھیں۔ اور اس خوبصورت تلاوت سے ان کی صبح کا آغاز ہوتا تھا۔ وہ بھی کیسی صبح ہوا کرتی تھی کیسے خوبصورت دن ہوا کرتے تھے۔

بچے جب تک ماں باپ کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں تب تک محفوظ رہتے ہیں۔ دینی لحاظ سے بھی اور دنیوی لحاظ سے بھی۔ مگر جب انسان بڑا ہوتا جاتا ہے سب کچھ بھولتا جاتا ہے۔ اپنے اطوار، اقدار اپنی اچھی عادات سب کچھ۔ ماں باپ کیلئے ایک بچہ تب تک ہی چھوٹا رہتا ہے جب تک نیا بچہ نہیں آجاتا۔ اس کے آنے کے بعد پہلا بچہ سب سے بڑا ہو جاتا ہے پھر وہ چاہے دو سال کا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ بڑا ہی رہتا ہے۔ اور اس دن کے بعد سے وہ پھر کبھی چھوٹے ہونے کا ٹیگ اپنے اوپر نہیں لگوا سکتا۔

بعض اوقات لگتا ہے انسان بڑا تب ہوتا ہے جب وہ میچور ہونے لگتا ہے۔ مگر وہ دراصل بڑا تب ہوتا ہے جب رات کو صوفے پہ سوئے اور اس کی صبح بھی اسی صوفے پہ ہو۔ یہ زندگی کا ایسا دکھی مرحلہ ہوتا۔ ہے انسان چاہ کر بھی اس کر بدل نہیں سکتا۔ وقت کی ایسی ستم ظریفی انسان چاہے بھی تو بھی ختم نہیں کر سکتا۔

وقت کی اس دوڑ میں انسان ہمیشہ شکست ہی کھاتا ہے۔ کیونکہ ازل سے جیت وقت کی مقرر کر دی گئی ہوتی ہے۔ اور وہ ہی اس دوڑ میں اول آتا ہے۔ دوم پر کوئی نہیں

www.novelsclubb.com

ہوتا۔اس دوڑ میں یا تو جیت ہوتی ہے یا شکست اور کوئی مرحلہ نہیں ہوتا۔انسان لاکھ کوششوں کے باوجود بھی گھڑی کی سوئیوں کو آگے چلنے سے روک نہیں سکتا۔

تلاوت ختم ہونے کے بعد حجاب روم میں آئی اور تیار ہونے کے بعد یونی کیلئے نکل گئی۔

»--

---------------«

راحت جیسے ہی یونی میں انٹر ہوئی اس نے ان تینوں کو ایک ساتھ کھڑے باتیں کرتے دیکھا اور ان کو جا لیا۔

"یہاں تو بھرپور غداریاں چل رہی ہیں۔میں نے ہی تم لوگوں کی دوستی کروائی اور تم لوگ مجھے ہی بھول گئیں۔" وہ ان کو آڑے ہاتھوں لیتی بولی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے ہم لوگ تمہارا ہی ویٹ کر رہی تھیں۔ ورنہ کب کی جا چکی ہوتیں۔" اکراش نے اسے جتلانا ضروری سمجھا۔

"اچھا چھوڑو آگے ہی بہت دیر ہو چکی ہے چلو کلاس میں۔" منت نے کہا۔ اور کلاس کی طرف بڑھیں۔ وہ چاروں ایک ساتھ ہی بیٹھیں۔

"چونکہ تم لوگوں کو کچھ نہیں پتا اس لئے میں بتاتی چلوں پہلی کلاس سر انصر کی ہے۔ اور میری معلومات کے مطابق کوئی بہت ہی سڑو انسان ہیں۔ مطلب شغل میلا بالکل بھی نہیں لگانے دیتے اور لڑکیوں سے تو الگ ہی بیر ہے ان کا۔ اس لئے بچ کے رہنا ان سے۔" وہ ان لوگوں کو تفصیل ایسے بتا رہی تھی جیسے یہ سب سی ایس ایس کے امتحان میں پوچھا جانا ہو۔

www.novelsclubb.com

"اچھا اور تمہیں کیسے پتا۔ تم بھی نئی ہی ہو۔"

"راحت ملک نام ہے میرا۔ باس کو سب پتا ہوتا ہے۔" اس نے فخریہ کالر جھاڑے۔

"او شوخی انسان بیٹھ جاؤ آرام سے۔" اکراش نے منہ بنا کر کہا۔ اس سے پہلے راحت جواب دیتی سر انصر کلاس میں انٹر ہوئے۔ تمام اسٹوڈنٹس مؤدب انداز میں کھڑے ہو گئے۔ اور توقع کے عین مطابق وہ سڑو ہی ثابت ہوئے۔ ابھی دس منٹ ہی ہوئے تھے ان کو لیکچر دیتے ہوئے کہ پوری کلاس بور ہو گئی تھی۔ راحت نے فون نکالا اور سنیپ چیٹ کھولا اور کسی کی بھیجی ہوئی سنیپ کھولی۔ کلاس میں سے انصر کی آواز گونجنے کے علاوہ مکمل خاموشی تھی۔ اس نے سنیپ اوپن کی اور ایک دم سے میوزک کی آواز بلند ہوئی۔ راحت نے ہڑبڑا کر انگوٹھا پاور آف کے بٹن پہ دبایا اور تیزی سے بیگ میں ڈالا۔ مگر سر اسے دیکھ چکے تھے۔ سر نے گھور کے اس کی جانب دیکھا۔ وہ غصے میں دکھائی دے رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"آپ لوگوں کو حیا ہے کچھ ؟ کلاس میں بیٹھی ہیں آپ۔ کس نے پرمیشن دی ہے آپ کو فون یوز کرنے کی۔ کلاس لینے بیٹھی ہیں آپ اور یہاں محترمہ فون چلانے میں مصروف ہیں۔ یونی میں آئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں آپ لوگوں کو۔ پڑھنے آئی ہیں آپ یہاں اور شروع دن سے ہی یہ کام ہیں آپ لوگوں کے۔ پڑھائی کے ارادے لگتے تو نہیں ہیں آپ لوگوں کے۔ او آخر آپ لوگ چاہتے کیا ہیں ؟"

"سر میں آپ کو چاہتی ہوں۔" راحت دھیرے سے ان تینوں کی طرف منہ کر کے بولی۔ سب کو ایک دم ہنسی آئی جو انھوں نے بامشکل روکی۔ منت نے اسے گھورا۔ سر ابھی تک چپ نہیں ہوئے تھے۔ راحت اکتا کے ان کی جانب دیکھنے لگی آخر کب چپ ہوں گے۔ مگر سر کا لہجہ اب تھوڑا نرم ہو چکا تھا۔ وہ ان کو سمجھانے والے انداز میں بولے۔

"دیکھیں لڑکیاں ہیں آپ لوگ۔ لڑکوں کی خیر ہوتی ہے ایسے کام کرتے رہتے ہیں، وہ فطرتاً لاپرواہ ہوتے ہیں۔ مگر لڑکیاں فطرتاً نفیس ہوتی ہیں۔۔۔۔" اور اس

www.novelsclubb.com

لمحے میں راحت بی بی کا قہقہہ پوری کلاس میں گونجا تھا۔اکراش نے منہ مزید نیچے کر کیا کیونکہ وہ راحت کو بھی اچھے سے جانتی تھی اور جواب اس کی ہونے والی تھی اس کا بھی اسے اندازہ تھا۔جبکہ اس کی بھی ہنسی نکل آئی تھی۔منت بھی ناکام کوشش کر رہی تھی مسکراہٹ روکنے کی۔

"کھڑی ہوں آپ چاروں۔دکھنے میں تو شریف خاندان کی لگتی ہیں۔مگر کام آپ لوگوں کے.... میں آپ لوگوں سے کچھ کہہ رہا ہوں اور آپ لوگوں کی ہنسی ہی نہیں بند ہو رہی۔آخر مسئلہ کیا ہے آپ لوگوں کو؟اٹھیں فوراً اور کلاس سے باہر نکلیں۔"راحت نے سکون کی سانس لی۔

"مگر سر میرا کیا قصور ہے؟"حجاب منمنائی۔

"سر دوست ہے ہماری،ہم باہر جائیں گی یہ یہاں اکیلے کیا کرے گی۔اسے بھی بھیج دیں۔"راحت کا منہ ابھی بھی بند نہیں ہوا تھا۔

"ماشاءاللہ ڈھٹائی عروج پر ہے۔" سر نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ سر۔" بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔اکراش نے کونی اسے ماری۔راحت سمجھتے ہی زبان دانتوں تلے دبا گئی۔

"دو منٹ ہیں آپ لوگوں کے پاس میرے سامنے سے شکل گم کریں فوراً۔" سر اس بار مزید سختی سے بولے۔وہ لوگ فوراً سے پہلے باہر نکل آئیں۔

باہر آتے ہی راحت کو پھر ہنسی کا دورا پڑا۔وہ نیچے جھک کر ہنس رہی تھی کہ پیچھے سے اکراش نے مکا اس کی کمر پہ مارا۔جس سے وہ زمین کو جا لگی۔اب وہ ہنسی روکے زمین پہ بیٹھے ہاتھ کمر پہ رکھے اسے گھورنے میں مصروف تھی۔

"کیا مسئلہ ہے کیوں ہنس رہی تھیں تم اندر۔پہلے ہی دن ہماری بھی بے عزتی کروا دی ہے تم نے۔" اس بار منت نے سختی سے پوچھا۔

"یار وہ کچھ سننے میں مسئلہ ہو گیا تھا۔" اس نے کان کھجاتے ہوئے کہا۔

"ایسا بھی کیا تھا۔" اکراش کو تجسس ہونے لگا کیونکہ اتنا تو وہ اس کو جانتی تھی اگر وہ ایسے ہنس رہی تھی تو کچھ تو ضرور بھنڈ ہوا ہو گا۔

"یار سر کہہ رہے تھے بچیاں فطرتاً نفیس ہوتی ہیں۔" اس نے بات کو وقفہ دیا، ان کی طرف دیکھا۔ "مجھے لگا کہہ رہے ہیں بچیاں فطرتاً خبیث ہوتی ہیں۔"

جو دورا تھوڑی دیر پہلے راحت کو پڑا تھا اب اکراش کو پڑ چکا تھا۔ جبکہ حجاب اور منت کو بھی ہنسی آ گئی۔ مگر کنٹرول کر گئیں۔ راحت اکراش کا ساتھ دیکھ کر پھر سے ہنسنے لگی۔ وہ دونوں پاگلوں کی طرح ہنس رہی تھیں۔ جبکہ حجاب اور منت افسوس سے ان نمونوں کی طرف دیکھ رہی تھیں جو اتنی بے عزتی کروانے کے باوجود بھی ہنس رہی تھیں۔ منت نے حجاب کی جانب منہ کر کے کہا۔

"آخر کار دوستیں رہی ہیں کچھ تو اثر ہوا ہوگا ایک دوسرے کا۔مجھے یقین ہے سکول میں بھی یہی حال کرتی رہی ہونگی۔ مینٹل ہاسپٹل کی بھاگی ہوئی مریضیں۔"

وہ انھیں وہیں چھوڑتیں کینٹین کی جانب بڑھ گئیں۔

کچھ ہی دیر میں وہ دوسری کلاس لینے کلاس میں دوبارہ موجود تھیں۔منت راحت کو پہلے ہی تاکید کر کے آئی تھی اب کوئی الٹی سیدھی حرکت نہ کرے۔ورنہ وہ سب اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھائیں گی۔ٹیچر ابھی کلاس میں نہیں آئی تھی۔وہ تینوں باتوں میں مصروف تھیں جبکہ راحت کانوں میں ہینڈ فری دیے سر ڈیسک پہ رکھے سیڈ سانگ سن رہی تھی۔اور اتنی عزت ہونے پر جو اسے محسوس تک نہ ہوئی اس کا سوگ منا رہی تھی۔وہ ہلکا ہلکا گنگنا بھی رہی تھی۔اسی وقت میم کلاس میں داخل ہوئیں اور ساتھ ہی گانے کا سُر اونچا ہونے کے ساتھ راحت بی بی کی آواز بھی چنگھاڑتی ہوئی نکلی۔

"پے گئیاں شاماں نے ہن یاد تیری نے آجانا۔" اس سے پہلے وہ کچھ اور منہ سے نکالتی اکراش نے تیزی سے اس کے کان سے ہینڈ فری کھینچی اور آنکھوں سے سامنے کی طرف اشارہ کیا۔ سمجھتے ہی راحت ہڑبڑاتی کھڑی ہوئی۔ ہاتھ سیلوٹ کی شکل میں ماتھے کو لگاتی اونچی آواز میں بولی۔ "اسلام علیکم سر۔"

جس سے پوری کلاس کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"محترمہ پہلی بات تو یہ کہ میں سر نہیں میڈم ہوں، دوسری بات کلاس روم ہے کوک اسٹوڈیو نہیں اور تیسری بات یہ ساڑھے دس بجے آپ کی زندگی میں کونسی شامیں آئی ہوئی ہیں۔ زرا بتانا پسند کریں گی۔"

"سوری میم ہینڈ فری لگائی ہوئی تھیں اس لئے دھیان نہیں رہا کب آپ آئیں۔" اس نے صفائی دیتے ہوئے کہا۔ جبکہ وہ تینوں اش اش کر اٹھیں۔ اتنا معصومانہ انداز وہ بھی اس شاطر کا۔

"ہمم پہلا دن ہے اس لیے معاف کر رہی ہوں۔ بیٹھ جاؤ۔" وہ شکر مناتی بیٹھی۔ چلو یہ تو اچھی نکلیں۔ جبکہ وہ تینوں اب پکا ارادہ کر چکی تھیں اب اس کو اپنے ساتھ نہیں رکھنا کیونکہ راحت میڈم "ہم تو ڈوبیں ہیں صنم تمہیں بھی لے کے ڈوبیں گے" مصداق سے چلتی ہیں۔

»---

»------

"کچھ اُگلا اس نے یا نہیں؟"

"نہیں سر، کچھ بھی پوچھو آگے سے کہتا ہے روکنے کا فائدہ نہیں ہے کیونکہ میں جلد ہی چھوٹ جاؤں گا۔ اور بتانے والا میں کچھ ہوں نہیں۔ اور سر ابھی مار کھا کے آرام سے سو رہا ہے۔"

"اچھا تو صاحب سو رہے ہیں۔ اٹھا نا ذرا بتاؤں میں اسے۔"

پولیس اہلکار باہر گیا اور گرم پانی سے بھری ہوئی بالٹی ساتھ لایا۔اور سید ھا اس کے منہ پہ الٹ دی۔وہ ہڑبڑا کے اٹھا۔اس کا پورا جسم جلنے لگا تھا کیونکہ پانی حد سے زیادہ گرم تھا۔اس نے ان کی طرف دیکھا جو اسے اتنا مارنے کے بعد بھی نہیں چھوڑ رہے تھے۔

"اٹھ،تو ادھر آرام کرنے آیا ہے۔"آفیسر نے اس کو گھورتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ ہی اٹھا کے لائے ہو۔مجھے کوئی شوق تو نہیں تھا یہاں آنے کا۔"

"زبان چلاتا ہے آگے سے؟"وہ مزید بھڑکا۔

"نہیں سائیکل چلا رہا ہوں؟"

اس کی اس بونگی پہ آفیسر آگے بڑھا اور کھینچ کے مکا اس کے منہ پہ مارا۔وہ ایک طرف کو ڈھے گیا۔

"بہت ہی کوئی جنگلی ہو تم لوگ۔ کل رات بھی اس نے اسی سائیڈ مار مار کر منہ سجھایا تھا۔ یہ سائیڈ نہیں رکھتی کیا تم لوگوں جو ایک طرف ہی لگے ہوئے ہو۔" اس نے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا بہت شیر بن رہا ہے ناں تو رک تجھے میں بتاتا ہوں۔"

"مجھے جانور بننے کا کوئی شوق نہیں میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔" آفیسر کی برداشت بس اتنی ہی تھی وہ اٹھا اور اسے لاتعداد مکے اور گھونسے مارنے لگا۔

"ہاں اب بتا آرہا ہے مزہ؟"

"پوچھ تو ایسے رہا ہے جیسے میرا کر کے دکھایا ہو۔" اس نے پھر سر جھٹک کر لاپرواہی سے کہا۔

www.novelsclubb.com

اس سے پہلے آفیسر مزید اسے کچھ کہتا اسے کال آئی۔ وہ باہر چلا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اندر داخل ہوا۔

"کھول دو اس ڈھیٹ کو۔ اور جانے دو۔"

"مگر سر۔۔۔۔"دوسرا اہلکار بولنے ہی لگا تھا جب وہ بولا۔

"کوئی بہت ہی ان پروفیشنل ہو تم لوگ سر کی بات نہیں مان رہے ؟سنا نہیں کھولو مجھے۔"

وہ مسخرانہ انداز میں کہتا کھڑا ہوا۔ آفیسر کے سامنے آیا کپڑے جھاڑتا سید ھا ہوا۔

"کہا تھا ناں چھوٹ جاؤں گا۔"

"او نکلو ادھر سے جاتے جاتے کھا نہیں لینا مجھ سے۔"

"ایویں کھا لینا اب ہاتھ تو لگا کہ دیکھ۔"آفیسر اس کو وہیں چھوڑتا باہر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"اور تو چمگادڑ ادھر آ"وہ پولیس اہلکار کی جانب بڑھا۔ وہ وہی تھا جس نے اسے کل رات پکڑا تھا۔ اس نے ہاتھ گھما کے سیدھا مکا اس کے منہ پہ مارا اور جلدی سے باہر

نکل گیا۔ جبکہ سامنے ایک میں موجود باقی قیدی اس کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ پولیس اہلکار چھوٹا سامنہ لے کر باہر نکل گیا۔

وہ تھانے سے نکلتا ہاسپٹل گیا۔ حالت درست کرتے ہی وہ ایک گھر کی طرف بڑھا۔ دستک دی۔ دروازہ کھلنے پر اندر چلا گیا۔

"مصحب بیٹا کیا ہوا واپس کیوں آ گئے؟"

جاری ہے۔

www.novelsclubb.com